السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح اورامام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تحسین اورامام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کاجمہور محدثین کے نزدیک کیا اعتبار ہے؟ (ایک سائل

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین ٔاما بعد: "

مذکورہ تینوں محدثین کے بارے میں تحقیقی جواب علی الترتیب درج ذیل ہے۔

معرفتہ علوم الحدیث تاریخ نیشاپور، المدخل اورالمستدرک علی الصحیحین جیسی کتب مفیدہ کے مصنف ابو عبداللہ محمد بن حمدویہ بن نعیم عرف ابن البیع النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 405ھ) کے بارے میں محدثین کرام کے 1 درمیان اختلاف تھا۔

جرح کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ابوالفضل بن الفلکی الہمذانی (علی بن الحسین بن احمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ متوفی 427ھ) سے روایت ہے کہ "وکان ابن البیّع یمیلُ إلی التشیّع" حاکم تشیع کی طرف مائل تھے۔ (تاریخ بغداد 5/474ت 13024)

یہ قول ابن الفلکی سے ثابت نہیں ہے کیونکہ "بعض اصحابنا" مجہول راوی ہے۔

محمد بن طاہر المقدسی الحافظ نے کہا: حاکم نے کہا: حدیث الطیر (سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پرندے کے گوشت) والی حدیث صحیح ہے اور صحیحین میں یہ روایت نہیں لی گئی۔ 2

ابن طاہر نے کہا: یہ موضوع حدیث ہے جسے کوفہ کے ساقط راویوں نے مشہور اور مجہول راویوں کی سند کے ساتھ انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وغیرہ سے بیان کیا ہے۔ حاکم کی حالت دو باتوں سے خالی نہیں ہے یا تو وہ صحیح سے جاہل تھا لہٰذا اس کے قول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ یا وہ جانتا تھا پھر اس کے خلاف کہتا تھا تو وہ اس طرح معاند کذاب بن جاتا ہے (المنتظم لابن الجوزی 15/110)

ابن طاہر کی یہ جرح کئی وجہ سے مردود ہے مثلاً:

اول: حاکم کی وفات کے بعد ابن طاہر المقدسی 448ھ میں پیدا ہوئے تھے لہٰذا ان کی حاکم سے بے سند نقل مردود ہے۔

دوم: حدیث الطیر کی بہت سی سندوں میں سے تاریخ دمشق لابن عساکر (45/192) میں امام دارقطنی والی روایت حسن لذاتہ ہے۔

اس روایت کی مختصر تحقیق درج ذیل ہے۔

ابن عساکر کے استاذ ابوغالب بن البناء ثقہ تھے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (110/603)

ابن البناء کے استاذ ابوالحسین بن الآبنوسی ثقہ تھے۔ دیکھئے النبلاء (217/85)

ابن الآبنوسی کے استاذ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ثقہ امام تھے۔ 3

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محمد بن مخلد بن حفص الدوری ثقہ تھے۔ دیکھئے تاریخ بغداد (3/311ت 41406)

محمد بن مخلد کے استاذ حاتم بن اللیث بن الحارث الجوہری ثقہ تھے۔ دیکھئے تاریخ بغداد (8/245ت 54346)

حاتم بن اللیث کے استاذ عبید اللہ بن موسیٰ بن باذام العبسی الکوفی صحیحین کے راوی اور ثقہ و صدوق تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "ثقہ کان یتشیع" وہ ثقہ تھے (اور تشیع کے قائل تھے۔ (تقریب 6 التہذیب: 4345)

ثقہ وصدوق عندا لجمہور روای پر تشیع وغیرہ کی جرح سے اس کی حدیث ضعیف نہیں ہوجاتی بلکہ حسن یا صحیح رہتی ہے لہٰذا یہاں تشیع کی جرح مردود ہے۔

7۔ عبیداللہ بن موسیٰ کے استاذ عیسیٰ بن عمر الاسدی الہمدانی ابو عمر القاری الاعمیٰ، صاحب الحروف ثقہ تھے۔ دیکھئے تقریب التہذیب (5314)

8۔ عیسیٰ بن عمر القاری کے استاذ اسماعیل بن عبد الرحمٰن بن ابی کریمہ السدی (سدی کبیر) صحیح مسلم کے راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث تھے۔ نیز دیکھئے تحریر تقریب التہذیب (1/136 ت 436)

آپ پر تشیع کا الزام ہے جو کہ جمہور کی توثیق کے بعد یہاں مردود ہے۔

فائدہ:

جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی پر اگر بدعتی ہونے کا اعتراض ہو اور اس کی روایت بظاہر اس کے مسلک کی تائید میں ہو۔ تب بھی صحیح یا حسن ہوتی ہے

(تفصیل کے لیے دیکھئے "التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل" 1/42۔52)

اور اس سلسلے میں جوزجانی (بدعتی) کا اصول صحیح نہیں ہے لہٰذا روایت مذکورہ کو تشیع کا الزام لگا کر رد کرنا غلط ہے۔

9۔ اسماعیل بن عبد الرحمٰن السدی کے استاذ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی تھے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے جس میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفے میں پرندے لائے گئے تو آپ نے انھیں تقسیم کر دیا اور ایک پرندہ رکھ لیا پھر فرمایا: اے میرے اللہ! میرے پاس اس پرندے کا گوشت کھانے کے لیے وہ شخص بھیج جسے تو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے۔

پھر علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تشریف لائے تو انھوں نے آپ کے ساتھ وہ پرندہ کھایا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو صرف عیسیٰ بن عمر سدی سے بیان کیا ہے۔ اس حدیث کے بہت سے شواہد بھی ہیں مثلاً:

1۔ "حدیث قطن بن نسیر بسندہ عن عبداللہ بن المثنیٰ عن عبداللہ بن انس بن مالک عن ابیہ .... الخ"

(دیکھئے الکامل لابن عدی 2/570 دوسرا نسخہ 2/385)

اس میں قطن بن نسیر جمہور کے نزدیک ضعیف ہے اور باقی سند حسن لذاتہ ہے۔

2۔ "حدیث الطبرانی بسندہ عن یحیٰی بن ابی کثیر عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ الخ" (المعجم الاوسط 2/442،443 ح 21765)

اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔

اول: امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا استاذ ابوبکر احمد بن الجعد الوشاء نامعلوم التوثیق ہے۔

دوم: یحییٰ بن ابی کثیر کی سیدنا انس) سے روایت منقطع و مدلس ہے۔

3۔ "حدیث الطبرانی بسندہ عن سفینۃ رضی اللہ عنہ الخ" (المعجم الکبیر 7/82 ح 36437)

اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔

اول: طبرانی کے استاذ عبید العجلی کی توثیق نامعلوم ہے۔

دوم: سلیمان بن قرم ضعیف ہے۔

جو لوگ جمع تفریق کر کے حدیث کو حسن الغیرہ بنا لیتے ہیں ان کے اصول سے بھی حدیث الطیر حسن بنتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جوابات میں ترمذی والی روایت کو "وھو حدیث حسن" قرار دیا ہے۔ (دیکھئے "اجوبۃ الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ عن احادیث المصابیح" المطبوع مع المشکوۃ تخریج الالبانی 3/179، الطبعۃ الثانیہ 1405ھ)

تنبیہ:

حدیث الطیر کی تصحیح پر ایک دیوبندی فخر الدین الغلانی نے عربی زبان میں "نیل الخیر بحدیث الطیر" نامی کتاب لکھی ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن طاہر کا حدیث الطیر کی وجہ سے حاکم نیشاپوری پر اعتراض مردود ہے۔

3۔ روایت ہے کہ شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

(ابو عبداللہ الحاکم حدیث میں امام اور رافضی خبیث ہے (لسان المیزان 5/233، دوسرا نسخہ 6/251

یہ قول تین وجہ سے مردود ہے۔

اول: باسند صحیح ابن طاہر سے مروی نہیں ہے۔

(دوم: حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے رد کر دیا ہے دیکھئے میزان الاعتدال 3/608

سوم: یہ قول جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

4۔ بعض علماء نے حاکم کی تصحیح فی المستدرک پر کلام کیا ہے جس کا ان کی عدالت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حاکم کے بارے میں ابو عبدالرحمٰن السلمیٰ (ضعیف) کی روایت بھی مردود ہے۔

اس جرح کے مقابلے میں جمہور کی توثیق کے بعض حوالے درج ذیل ہیں۔

(۔ خطیب بغدادی نے کہا: "وکان ثقہ" اور وہ (حاکم) ثقہ تھے۔ (تاریخ بغداد 5/473 ت 14024

(۔ ابن الجوزی نے کہا: "وکان ثقہ" اور وہ ثقہ تھے۔ (المنتظم 15/109 ت 23059

3۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "صح" کی رمز لکھ کر ان کی توثیق ثابت کی اور فرمایا:

"اِمامٌ صدوق، لکنہ یصحّح فی مُستدرکِہِ اَحادیثَ ساقطۃ"

(وہ سچے امام تھے لیکن وہ اپنی مستدرک میں ساقط روایات کو صحیح کہتے تھے الخ۔ (میزان الاعتدال 3/608"

اور فرمایا:

(الامام الحافظ الناقد العلامۃ شیخ المحدثین" (سیر اعلام النبلاء 17/1163"

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا:

"وکان من بحور العلم علی تشیع قلیل فیہ"

(وہ علم کے سمندروں میں تھے اور ان میں تھوڑا سا تشیع تھا۔ (النبلاء 10/165

(۔ حافظ ابن کثیر نے انھیں، حفظ، امانت، دیانت اور ثقاہت وغیرہ سے موصوف قرار دیا۔ دیکھئے البدایہ والنہایہ (نسخہ محققہ 413/24

(۔ ابو سعد السمعانی نے حاکم کو فضیلت، علم معرفت، حفظ اور فہم سے متصف قرار دیا۔ دیکھئے الانساب (1/432) البیع 5

6۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا دفاع کیا اور انھیں جلیل القدر قرار دیا۔

(دیکھئے لسان المیزان (5/233) دوسرا نسخہ 6/251

7۔ ابو الحسن عبدالغافر بن اسماعیل الفارسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 529ھ) نے کہا:

"اِمام عصرہ فی الحدیث العارف بہ حق معرفتہ"

(آپ اپنے زمانے میں اہل حدیث کے امام اور حدیث کی معرفت کا حق رکھتے تھے۔ (الحلقۃ الاولی من تاریخ نیسابور المنتخب من السیاق ص 5

8۔ عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی (متوفی 771ھ) نے کہا:

"کان اِماما جلیلا و حافظا حفیلا اتفق علی اِمامتہ وجلالتہ و عظم قدرہ"

(آپ جلیل القدر امام اور بہت بڑے حافظ تھے، آپ کی امامت، جلالت اور عظمت قدر پر اتفاق ہے۔ (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج 2 ص 443 ت 329

9: ۔ ابوالخیر محمد بن الجزری (متوفی 833ھ) نے کہا

"کان إماماً ثقۃ صدوقاً إلا أن في مستدرکہ أحادیث ضعیفۃ"

(وہ ثقہ صدوق امام تھے لیکن ان کی (کتاب) مستدرک میں ضعیف حدیثیں ہیں۔ (غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ج 2 ص 185 ت 3178

10: ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کے تحت حاکم، کو ثقہ کہا

(دیکھئے السنن الکبری للبیہقی (2/73) اور نور العین (طبع جدید ص 119، 120

جمہور کی اس توثیق کے بعد حاکم نیشاپوری پر جرح مردود ہے اور خلاصہ یہ کہ وہ ثقہ وصدوق شیعی تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ اور جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا کہ یہ متعنت (متشدد)تھے اور پھر فرمایا:

"وقسم في مقابلۃ ہؤلاء، کأبي عیسی الترمذي، وأبي عبداللہ الحاکم، وأبي بکر البیہقي، متساہلون وقسم کالبخاري، وأحمد بن حنبل، وأبي زرعۃ، وابن عدي، معتدلون منصفون"

اوران کے مقابلے میں ایک قسم مثلاً ابو عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبداللہ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر البیہقی رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے اور ایک قسم مثلاً بخاری رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ (لرازی رحمۃ اللہ علیہ) اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ معتدل، انصاف کرنے والے تھے۔

(ذکر من یعتمد قولہ الجرح والتعدیل ص 159، یا ص 2)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول حدیث میں اپنی ایک مشہور کتاب میں لکھا ہے۔

"ومنہم من ہو معتدل، ومنہم من ہو متساہل".

فالحاد منہم (المتعنت) : یحیی بن سعید القطان, وابن معین, وأبو حاتم, وابن خراش وغیرہم

والمعتدل فیہم : احمد بن حنبل, البخاري, وأبو زرعۃ

"والمتساہل کالترمذي والحاکم والدارقطني في بعض الأوقات

اوران محدثین میں بعض معتدل اور بعض متساہل تھے۔

ان میں یحییٰ بن سعید (القطان) ابن معین، ابوحاتم (الرازی) اور ابن خراش (الرافضی) متشدد تھے۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ (الرازی رحمۃ اللہ علیہ) معتدل تھے۔

(ترمذی، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اوقات میں دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے (الموقظہ ص 83

تنبیہ:

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان محل نظر ہے۔

ذہبی کے بعد عام علماء انھی کے نقش قدم پر چلے مثلاً سخاوی نے کہا:

"وقسم ثان متسمح کالترمذي والحاکم

"وقسم معتدل ; کأحمد والدارقطني وابن عدي

اوران میں سے ایک قسم متساہل تھی مثلاً ترمذی، اور حاکم، میں (سخاوی) نے کہا: اور مثلاً ابن حزم، اور ایک قسم معتدل تھی مثلاً احمد (بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) دارقطنی اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ۔

(الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص 168، المتکلمون فی الرجال ص 137)

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ حاکم نیشاپوری ثقہ وصدوق ہونے کے ساتھ حدیث پر صحیح کا حکم لگانے میں متساہل تھے۔

تنبیہ:

میزان الاعتدال اور لسان المیزان وغیرہما میں حاکم کے بارے میں بہت سے اقوال باسند صحیح ثابت نہیں ہیں لہذا بغیر تحقیق کے ان اقوال سے بچ کر رہیں۔

۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 279ھ) ثقہ متفق علیہ تھے دیکھئے الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث للخلیلی (23/905)

انھیں حافظ ابن حبان (الثقات 9/153) اور ذہبی (میزان الاعتدال 2/678)

وغیرہما نے ثقہ قرار دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے تصحیح و تحسین میں تساہل کا ذکر میزان الاعتدال میں بھی ملتا ہے۔ مثلاً حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "

"فلهذا لا يعتمد العلماء على تصحيح الترمذي"

(پس اس وجہ سے ترمذی کی تصحیح پر علماء اعتماد نہیں کرتے۔ (میزان الاعتدال 3/407 ترجمہ کثیر بن عبداللہ العوفی

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا:

"فلا يُغتَرّ بتحسين الترمذي فعند المحاققةِ غالبها ضعاف"

"(پس ترمذی کی تحسین سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے کیونکہ محققین کے نزدیک ایسی غالب (عام، اکثر) روایتیں ضعیف ہیں۔ (میزان الاعتدال 4/416 ترجمہ یحییٰ بن یمان"

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو متساہل قرار دینے میں ذہبی کے بعد عام علماء انھی کے نقش قدم پر چلے کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے۔

3۔ حافظ محمد بن حبان ابو حاتم البستی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 354ھ) کے بارے میں محدثین کرام کے درمیان اختلاف تھا۔

ابو الفضل احمد بن علی بن عمرو السلیمانی، یحییٰ بن عمار، ابو اسماعیل الہروی، ابو علی النیسابوری، محمد بن طاہر المقدسی اور عبدالصمد بن محمد بن محمد بن صالح (؟) نے ان پر جرح کی بلکہ سلیمانی نے انھیں کذابین میں شمار کر کے ابو حاتم سہل بن السرا الحافظ سے نقل کیا:

"لا تكتب عنه فانه كذاب" "اس سے نہ لکھو کیونکہ وہ کذاب ہے"

(معجم البلدان لیاقوت الحموی 1/419)

ابو حاتم سہل بن السری بن الخضر الخداء البخاری الحافظ کی صریح توثیق کہیں نہیں ملی اور ثقہ محدث سلیمانی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا:

"رأيت للسليماني كتابا فيه حط على كبار، فلا يسمع منه ما شذ فيه"

(میں نے سلیمانی کی کتاب دیکھی ہے جس میں اکابر پر جرح ہے لہذا ان کی شاذبات کو نہ سنا جائے۔ (سیر اعلام النبلاء 17/202

بعض کی اس جرح کے مقابلے میں جمہور کی توثیق درج ذیل ہے۔

1۔ خطیب بغدادی نے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا:

"كان ثقة ثبتا فاضلا فهما"

"(اور آپ ثقہ ثبت فاضل سمجھدار تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر 55/189، وسندہ صحیح"

2۔ ان کے شاگرد حاکم نیشاپوری نے ان سے اپنی کتاب المستدرک علی الحسین (2/452 ح 3688) میں روایت لی اور کہا: "صحیح علی شرط مسلم"

معلوم ہوا کہ وہ اپنے شاگرد حاکم کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے۔

(حاکم نے کہا: آپ لغت، فقہ، حدیث اور وعظ میں علم کا خزانہ تھے اور عقل مند مردوں میں سے تھے۔ (تاریخ دمشق 55/189، وسندہ صحیح تاریخ نیشاپور طبقہ شیوخ الحاکم ص 401 ت 693

نیز دیکھئے الانساب للسمعانی (1/349) اور تاریخ الاسلام للذہبی (26/112) وغیرہما حاکم نے مزید کہا: "

"أبو حاتم كبير في العلوم، وكان يحسد بفضله وتقدمه"

)ابو حاتم (ابن حبان) علم میں بڑے تھے اور آپ کی فضیلت اور علم میں) آگے بڑھنے کی وجہ سے آپ سے حسد کیا جاتا تھا۔ (تاریخ دمشق 55/190، وسندہ صحیح تاریخ نیشاپور ص 402

)۔ الضیاء المقدسی نے آپ سے اپنی مشہور کتاب المختارۃ میں روایتیں لیں۔ مثلاً دیکھئے ج 1 ص 399 ح 282، ج 2 ص 377 ح 3759

: ۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بیان کردہ ایک حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا 4

)دیکھئے تلخیص المستدرک (2/452

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : امام علامہ حافظ بہترین روایتیں بیان کرنے والے خراسان کے شیخ (سیر اعلام النبلاء 16/93) نیز دیکھئے تذکرۃ الحفاظ (3/920 ت 879) وغیرہ

)۔ حافظ ابن ماکولا نے کہا : "وکان من الحفاظ الاثبات" اور وہ (ابن حبان) ثقہ حفاظ میں سے تھے۔ (الاکمال 52/316

)حافظ ابن ماکولا نے مزید کہا : حافظ جلیل کثیر التصانیت "آپ کثرت سے کتابیں لکھنے والے جلیل الشان حافظ تھے۔ (الاکمال 1/432، تاریخ دمشق 55/190

: ۔ حافظ ابو سعید السمعانی نے کہا 6

"إمام عصرہ، صنف تصانیف لم یسبق إلی مثلہا"

)وہ اپنے زمانے کے امام تھے آپ نے ایسی کتابیں لکھیں جیسی آپ سے پہلے کسی نے نہیں لکھی تھیں۔ (الانساب ج 1 ص 349، 348 بست"

)۔ یاقوت الحموی نے کہا : "کان بحراً فی العلوم" وہ علوم کا دریا تھے۔ "(معجم البلدان 71/415

)۔ ابن اثیر الجزری نے کہا : وہ اپنے زمانے کے امام تھے، آپ نے ایسی کتابیں لکھیں جیسے آپ سے پہلے کسی نے نہیں لکھیں۔ (اللباب فی تہذیب الانساب 81/105

" : ۔ حافظ ابن کثیر نے کہا 9

"واحد الحفاظ الکبار المصنفین المجتہدین"

اور وہ بڑے حفاظ، مصنفین (اور) مجتہدین میں سے تھے۔

)البدایۃ والنہاریہ 12/227 وفیات 354ھ(

)۔ عبد الوہاب بن علی السبکی نے کہا : "الحافظ الجلیل الامام۔ "(طبقات الشافعیۃ الکبری 2/100 ت 10125

)۔ ابن العماد الحنبلی نے کہا : " صحیح (ابن حبان) والے آپ ثقہ حافظ امام (حدیث میں) حجت تھے۔ (شذرات الذہب 113/16

" ۔ ابن عساکر نے لکھا ۔ 12

"أحد الأئمۃ الرحالین والمصنفین المحسنین"

)آپ کثرت سے سفر کرنے والے اماموں سے ایک اور بہترین مصنفین میں سے تھے۔ (تاریخ دمشق 55/187

)۔ فقیہ احمد بن محمد بن علی الطبسی نے انھیں "شیخ" کہا۔ دیکھئے تاریخ دمشق (1355/191

ان کے علاوہ اور بھی کئی علماء سے ان کی تعریف وثناء مروی ہے مثلاً ابو سعید عبد الرحمٰن بن محمد الادریسی وغیرہ۔

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ثقہ وصدوق تھے اور جمہور کی توثیق کے مقابلے میں ان پر جرح مردود ہے۔

حاکم نیشاپوری کے تذکرہ میں گزر چکا ہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور سخاوی نے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کو متساہل قرار دیا۔ ان کے علاوہ دوسرے علماء نے بھی انھیں متساہل (اور بعض اوقات متشدد) قرار دیا ہے۔ ذہبی عصر شیخ عبد الرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کے پانچ درجے مقرر کیے۔

۔ جنھیں وہ صراحتاً مستقیم الحدیث اور متقن وغیرہ کہتے تھے۔ 1

۔ وہ راوی جو ان کے اساتذہ میں سے تھے جن کی مجالس میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ بیٹھتے تھے۔ 2

۔ کثرت حدیث کی وجہ سے مشہور راوی تھے۔ 3

4۔ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس راوی کو اچھی طرح جانتے تھے۔

5۔جو ان چاروں اقسام کے علاوہ (مثلاً مجہول و مستور) تھے۔

(دیکھئے التنکیل ج1ص438،437ت199)

اس سے معلوم ہوا کہ مجہول اور مستور روایوں کی توثیق میں امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ متساہل تھے لہٰذا ایسے مقام پر اگر وہ منفرد ہو تو ان کی توثیق مقبول نہیں ہے۔

بعض ثقہ وصدوق راویوں پر امام ابن حبان کی جرح تشدد پر مبنی قرار دے کر رد کر دی گئی تھی۔

خلاصۃ التحقیق:

حاکم رحمۃ اللہ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ توثیق و تصحیح میں متساہل تھے لہٰذا جس روایت کی تصحیح یا راوی کی توثیق میں ان کا تفرد ہو تو یہ مقبول نہیں ہے لیکن جس راوی کی توثیق پر دو یا زیادہ جمع ہوں اور مقابلے میں جمہور کی صریح جرح نہ ہو تو ایسا راوی صدوق حسن الحدیث ہوتا ہے۔

فائدہ:

ہمارے نزدیک بعض محدثین کو متساہل یا متشدد وغیرہ قرار دینے کے چکر سے یہ بہتر ہے کہ ہر راوی کے بارے میں تعارض اور عدم تطبیق کی صورت میں ہمیشہ جمہور محدثین کو ترجیح دی جائے۔اس طرح نہ تو کوئی تعارض واقع ہوتا ہے۔اور نہ اسماء الرجال کا علم بازیچہ اطفال بنتا ہے۔وما علینا الا البلاغ (10/جنوری 2009ء)(الحدیث:59)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔اصول، تخریج اور تحقیقِ روایات-صفحہ572

محدث فتویٰ